A REVIEW ON THE SYSTEM OF *DA'WA* (CLAIM) IN ISLAM

"بیّنہ" کا مفہوم و مصداق اور مراد

الفت حسین ایم، فل اسکالر
عبدالعلی اچکزئی جامعہ بلوچستان، کوئٹہ

ABSTARCT: Islam is the complete code of life. It deals with the all aspects of life. One of the aspects of life is Da'wa (claim). State or assert that something is the case, typically without providing evidence or proof is called Da'wa (claim). The Legitimacy of Da'wa (claim) is proved from the early scholars. There are basically three types of Da'wa (claim). (1) *Da'wa Sahih* (right Da'wa) (2) *Da'wa Fasid* (Corrupt claim) (3) *Da'wa Batil* (False claim). The Ruling of Da'wa (claim) is, when the claim is filed correctly according to its terms, the ruler have to do justice. Sources of proving claim in Hanfi schools of thought are as follow: 1) Endorsement 2) Testimony 3) Right 4) We talk about the right 5) *Qarina e Qatiya* 6) Knowledge of Judge 7) Quotes They are referred to as the *"Beeyana"* in the phrase of jurisprudence. Hearing of claim is unanimously agreed by all schools of thoughts. The duration for the hearing are of two types, firstly, when it is set up by the *Fuqaha*, its duration is 32 years and it is unchangeable. Secondly, when it is set up by the ruler, its duration is 15 years and it is changeable. In today's era form submission of case to its hearing in court are different stages which are as follow: 1) first pleading to suit 2) orders 3) payment to a witness for giving evidence in court 4) summons, order to appear in court 5) Application in the name of Tehsildar 6) reply of Claim 7) list of witnesses (plaintiff and Mediator) 8) list of parents (plaintiff and Mediator) 9) Topic of Claim 10) Template degree 11) Decision 12) Registered.

KEYWORDS: Claim, Islamic concept of claim, prove of claim, how to prove claim in Islam.

عدالتی اصطلاح میں اگر خصم مدعیٰ علیہ نے مدعی کے دعویٰ کا انکار کیا تو مدعی سے "بینہ" کا مطالبہ کیا جائے گا۔ خود بینہ سے کیا مراد ہے اور اس کے ذیل میں کیا کیا چیزیں آتی ہیں، آیئے ایک نظر اس پر ڈالتے ہیں ۔

بینہ کا لغوی مفہوم : "بیّنۃ" بانَ سے مشتق ہے جس کے لغوی معنٰی ہیں: واضح ہونا، ظاہر ہونا، کہا جاتا ہے : بان الشیئُ بیانا: ظھر و اتضح"۔ یعنی معاملہ صاف و واضح ہو گیا۔ (۱)

بینہ کا اصطلاحی مفہوم :

کسی معاملہ کو ثابت کرنے کے جو ذرائع وطُرق ہوں ان کو " بَیّنَہ " کہا جاتا ہے۔ **علامہ فوزان لکھتے ہیں :** "والبینات: جمع بینۃ، وہی العلامۃ الواضحۃ، وھی کل ما یبین الحق من شھود او یمین۔ (۲) ترجمہ: **بینات " بینۃ" کی جمع ہے۔ بینہ لغت میں واضح علامت، نشانی کو کہا جاتا ہے اور اصطلاح میں اس سے مراد ہر وہ چیز ہے جو حق کو واضح بیان کرے یعنی گواہ، یا قسم وغیرہ وغیرہ. علامہ طرابلسیؒ لکھتے ہیں** " :اعلم ان البینۃ اسم لکل ما یبین الحق ویظھرہ ۔ وسمی النبی الشھود بینۃ لوقوع البیان بقولھم ، وارتفاع الاشکال بشھادتھم لوقوع البیان بقول الرسول علیہ الصلاۃ والسلام قالہ احمد بن موسیٰ بن نصر الخولی فی کتاب الحسبۃ ۔ وقال ابن قیم الجوزیۃ : ولم تأت البینۃ فی القرآن الکریم مراداً بھا الشھود ،وانما اتت مراداً بھا لحجۃ ،والدلیل ، والبرھان مفردۃ او مجموعۃ ...... "۔۳ (3) ترجمہ: **الغرض**

بینہ نام ہے ہر اس چیز کا جو حق کو واضح اور ظاہر کردے۔ نبی نے گواہوں کو بینہ سے اس لیے موسوم فرمایا کہ ان کی گواہی سے وضاحت ہو جاتی ہے اور اشکال رفع ہو جاتا ہے۔ یہ بات علامہ خولی نے اپنی کتاب " الحسبۃ" میں بیان فرمائی ہے۔ابن قیمؒ نے فرمایا ہے کہ قرآن کریم میں لفظ" بینہ" سے مراد صرف گواہ نہیں ہے، بلکہ اس سے مراد " حجت، دلیل، برھان" ہے چاہے وہ اکیلے ہوں یا ان کا مجموعہ ہو۔

وجہ تسمیہ:

بینہ کو بینہ کیوں کہا جاتا ہے ؟ سو اس لیے کہ بینہ کے اصل معنی ظاہر کرنے والے کے ہیں چونکہ یہی ذرائع ہیں جو حق کو ثابت اور واضح کرتے ہیں، اس لیے ان کو" بینہ" سے موسوم کیا جاتا ہے۔ الغرض بینہ سے مراد وہ واضح اور حتمی ثبوت ہے جس سے کسی دعویٰ یا بیان کی صداقت و حقانیت واضح ہو جائے۔ بینہ سے صرف شہادت گواہی مراد نہیں ہے۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ بینہ کی بہت ساری اقسام میں سے ایک اہم قسم شہادت ہے۔ قرآن مجید، احادیث طیبہ اور صحابہ کرام کے اقوال میں جہاں جہاں لفظِ" بیّنۃ" کا استعمال ہوا ہے، اس سے مراد ہر وہ چیز ہے جو حق کو پورے طور پر واضح اور پورے طور پر ثابت کردے۔ مثال کے طور پر مندرجہ ذیل آیات ملاحظہ فرمائیں :

(الف) لقد ارسلنا رسلنا بالبینات﴾ (4) ترجمہ: ہم نے اپنے رسولوں کو حق کی واضح اور کھلی نشانیاں دے کر بھیجا ہے۔

(ب) قل انی علیٰ بینۃ من ربی۔ (5) آپ کہہ دیجیے کہ میں اس واضح اور قطعی دلیل پر قائم ہوں جو میرے رب کی طرف سے آئی ہے۔

(ج آتیناھم کتابا فھم علیٰ بینۃ منہ﴾ (6) ترجمہ: ہم نے ان لوگوں کو کتاب دی پس اب وہ اس کے فراہم کردہ ایک واضح دلیل رکھتے ہیں۔

ایسی آیات قرآن مجید میں بے شمار ہیں، ان میں سے کسی بھی آیت میں " بَیِّنَۃ" کا لفظ گواہوں کے معنی میں استعمال نہیں ہوا۔ اسی طرح حدیث مبارکہ جس میں ہے کہ رسول اللہ نے مدعی سے پوچھا: کیا تمہارے پاس بینہ ہے ؟ یا اس خط میں حضرت عمرؓ نے لکھا: بینہ مدعی کے ذمہ ہے" تو ان سب جگہ بینہ سے مراد ہے" وہ واضح اور حتمی ثبوت جس سے کسی دعویٰ یا بیان کی صداقت واضح ہو جائے۔ لہذا اس لفظ کے عمومی معنی اور مفہوم کو گواہوں کی طے شدہ تعداد سے محدود کرنا صحیح نہیں۔ گواہی بھی بینہ کی بہت سی اقسام میں سے ایک ہے، بینہ کے ان بہت سے معانی کو ختم کرکے صرف گواہی کے معنی لینے کے بڑے خطرناک نتائج نکلے ہیں اور بہت سے حقداروں کی حق تلفی ہوتی ہے۔ ہر معاملہ میں گواہوں پر اصرار کرنے اور دیگر ذرائع ثبوت کو نظر انداز کرنے کا نتیجہ یہ نکلا کہ بہت سے ظالم اور حق ناشناس لوگوں کو صرف اس وجہ سے کھیل کھیلنے کا موقعہ ملا کہ ان کو یقین تھا کہ ان کی حرکت کی گواہی دینے والے دو گواہ دستیاب نہ ہوں گے اگر بینہ کے قرآنی معنی و مفہوم کو سامنے رکھا جاتا تو یہ صورت پیدا نہ ہوتی۔(7)

ڈاکٹر احمد حُصری لکھتے ہیں: "یریٰ بعض الفقهاء ان البینة لیست محصورة فی شهادة الشهود ،بل شهادة الشهود هی احدیٰ انواع البینات الشرعیة ۔ فالبینة هی کل ما یبین الحق ویظهره ، هی حجة المدعی علی دعواه ،وان من خص البینة بشهادة الشهود لو یوف البینة مسماها لم

یعطها حقها من البیان بل هو رجوع عما قصده الشارع من اظهار الحق واقامة الدلیل ۔ والقول بان البینة وردت فی القرآن او السنة مراداً بها شهادة الشهود فقط قول لا یجد له سنداً من واقع القرآن الکریم او سنة رسول اللہ ۔ صلوات اللہ علیہ وسلم ۔ بل لقد اتت فیها مراداً بها الحجة ،والدلیل والبرهان مفردة و مجموعة ۔ وقول رسول اللہ : البینة علی المدعی ، المراد به ان علی المدعی ان یصحح دعواه باقامة الدلیل علیها لیحکم له ۔والشاهدان من البینة ،ولا ریب ان غیرها من انواع البینات قد اقویٰ منها کدلالة الحال علی صدق المدعی "۔[8]

ترجمہ: بعض فقہاء کی رائے یہ ہے کہ بینہ صرف شہادت میں منحصر نہیں ہے، بلکہ شہادت بینات شرعیہ کی اقسام میں سے ایک قسم ہے۔ پس بینہ مدعی کی حجت ہے۔ جس نے بینہ کو صرف شہادت کے ساتھ مختص کیا ہے، اس نے بینہ کے مفہوم کو کما حقہ ادا نہیں کیا ہے اور اس کے ساتھ انصاف نہیں کیا ہے، بلکہ درحقیقت اس نے بینہ کو اس مفہوم سے پھیر دیا ہے جس مفہوم کے لیے قرآن وسنت میں استعمال ہوا ہے۔ یہ کہنا کہ قرآن وسنت میں بینہ سے مراد شہادت شہودؑ ہے یہ ایسا قول ہے جس کی تائید میں کوئی ایک آیت کریمہ یا کوئی حدیث طیبہ نہیں ہے، قرآن وسنت میں اس سے مراد حجت، دلیل، چاہے اکیلے ہوں یا ان کا مجموعہ، ہے۔ اللہ کے رسول کے قول البینة علی المدعیٰ سے مراد یہ ہے کہ مدعی کے ذمہ ہے کہ وہ اپنے دعویٰ کو دلائل وثبوت سے مبرہن ومزین کرے تاکہ اس کے دعویٰ کے مطابق فیصلہ کیا جاسکے۔ دو گواہ بھی بینہ کے مصداق میں داخل ہیں، لیکن اس میں شک نہیں کہ شہادت کے علاوہ دوسرے طرق وذرائع کبھی کبھار اس سے بڑھ کر ہوتے ہیں، جیسے مدعی کی صداقت پر قرینہ حالیہ۔

بینہ کی اقسام اور تعداد :

جب یہ معلوم ہوا کہ بینہ سے مراد وہ واضح اور حتمی ثبوت ہیں جن سے کسی دعویٰ کی حقانیت وصداقت نکھر کر آفتاب وماہتاب کی طرح واضح ہو جائے تو اب یہ دیکھنا ہے کہ بینہ کی اقسام کتنی ہیں اور کون کونسی ہیں۔

فقہ حنفی میں وہ طرق وذرائع جن سے کوئی چیز ثابت ہو سکتی ہے، سات ہیں :

1- شہادت۔
2- اقرار۔
3- یمین/حلف قسم
4- نکول عن الیمین (قسم کھانے سے انکار کرنا)
5- قسامة۔
6- قرینہ قاطعہ۔
7- علمِ قاضی۔ [9]

علامہ جارمؒ نے ان کو منظوم کیا ہے" : قد نظم الشریف الحموی طرق القضاء بقولہ :

"ساهدی لمن رام القضاء طرقا له ۔ به یهتدی ان مظلم الخطب المعضلا

یمین ، واقرار، نکول ، قسامۃ ۔ وبینۃ علم بہ یا اخا العلا
کذٰلک الذی یبدو لہ من قرائن ۔ اذ ابلغت حد الیقین محصلا ۔
طحطاوی ۔ ولا یخفی ان ما ذکرہ فی النظم اقسام للحجۃ لا طرق للقضاء ، اذ طرقہ الدعویٰ ،والحجۃ کما قالہ المصنف ۔ فتدبر ۔ "[10]

ترجمہ: علامہ حمویؒ نے فیصلہ کرنے کے ذرائع وطرق کو منظوم کیا ہے جو کہ یہ ہیں :

جو قضاء کا خواہاں ہے،اس کے لیے میں طرق قضاء فیصلہ کرنے کے طریقوں کی راہنمائی کروں گا۔اسی سے واضح ہو گا کہ وہ مشکل ترین وصعب ترین مسئلہ ہے۔ وہ طریقے یہ ہیں قسم،اقرار، نکول، قسامہ،بینہ، علم قاضی اے میرے بھائی۔اسی طرح وہ قرائن جو یقین کی حد تک پہنچے ہوئے ہوں۔طحطاوی یہ بات کسی پر مخفی نہیں کہ جن کو نظم میں بیان کیا گیا ہے،وہ حجت کی اقسام ہیں نہ کہ قضاء کے طرق کیونکہ قضاء کا طریقہ دعویٰ ہے، حجت تو وہ ہے جس کو مصنف نے بیان کیا۔

علامہ ابن نجیم مصریؒ لکھتے ہیں:

الْحُجَّةُ بَيِّنَةٌ عَادِلَةٌ أَوْ إقْرَارٌ أَوْ نُكُولٌ عَنْ يَمِينٍ أَوْ يَمِينٌ أَوْ قَسَامَةٌ أَوْ عِلْمُ الْقَاضِي بَعْدَ تَوْلِيَتِهِ أَوْ قَرِينَةٌ قَاطِعَةٌ.[11]

ترجمہ: حجت کی اقسام (یہ) ہیں: بینہ عادلہ،اقرار، نکول عن الیمین (قسم کھانے سے انکار کرنا)، قسم، قسامۃ، منصب قضاء کے سنبھالنے کے بعد قاضی کی معلومات،قرینہ قاطعہ۔

لیکن ان میں سے "علم قاضی" بالاتفاق مرجوح فیہ ہے، جیسا کہ حاشیہ ابن عابدین میں ہے :

......قَوْلُهُ اِلَّا اَنَّ الْمُعْتَمَدَ اَیْ عِنْدَ الْمُتَأَخِّرِينَ لِفَسَادِ قُضَاةِ الزَّمَانِ ، وَعِبَارَةُ الْأَشْبَاهِ : الْفَتْوَى الْيَوْمَ عَلَى عَدَمِ الْعَمَلِ بِعِلْمِ الْقَاضِي فِي زَمَانِنَا كَمَا فِي جَامِعِ الْفُصُولَيْنِ "۔ا۰ [12]

ترجمہ: متأخرین فقہاء کے نزدیک فسادِ زمانہ کی وجہ سے مطلقاً علم قاضی کے مطابق فیصلہ کرنا ناجائز ہے......۔

قرینہ قاطعہ کے حجت ہونے میں علماء احناف کا اتفاق ہے۔علامہ ابن الغرس نے قرینہ قاطعہ کو حجج معتبرہ میں سے شمار کیا ہے، چنانچہ آپؒ لکھتے ہیں: والحجۃ : اما البینۃ ، او الاقرار ، او الیمین ، او النکول عنہ ، او القسامۃ ،او علم القاضی بما یرید ان یحکم بہ ، او القرائن الدالۃ علی ما یطلب الحکم بہ دلالۃ واضحۃ بحیث تصیر ہ فی حیز المقطوع بہ ۔[13]

ترجمہ: حجت (دلیل) بینہ،اقرار، قسم، قسم سے انکار، قسامۃ، علم قاضی (وہ معلومات جو اس کو عہدہ قضاء کے سنبھالنے کے بعد حاصل ہوئی ہیں) ایسا قرینہ قاطعہ جو اس کو یقین کی حد تک پہنچائے۔

دیگر علماء نے آپ سے اتفاق نہیں کیا ہے، بلکہ اس کی تردید کی ہے، چنانچہ " منحۃ الخالق "میں ہے : "لکن فی حاشیۃ الرملی علی المنح : ولا شک فی ان مازادہ ابن الغرس غریب خارج عن الجادۃ فلا ینبغی التعویل علیہ ما لم یعضدہ نقل من کتاب معتمد فلا تغتر بہ ۔ واللہ تعالیٰ اعلم " ۔[14]

ترجمہ: حاشیہ رملی علی المنح میں ہے کہ علامہ ابن الغرسؒ نے جس قرینہ قاطعہ کا اضافہ کیا ہے،اس میں شک نہیں کہ جادہ مستقیم سے خارج ہے،اس پر اعتماد نہیں کرنا چاہیئے بلکہ جب تک کسی معتبر کتاب سے اس کو تائید نہ مل جائے،اس سے دھوکہ نہ کھانا چاہیے۔

علامہ ابن القیمؒ نے قرائن کو حجج معتبرہ میں شمار کیا ہے، چنانچہ آپؒ لکھتے ہیں: فَالشَّارِعُ لَمْ يُلْغِ الْقَرَائِنَ وَالْأَمَارَاتِ وَدَلَالَاتِ الْأَحْوَالِ، بَلْ مَنْ اسْتَقْرَأَ الشَّرْعَ فِي مَصَادِرِهِ وَمَوَارِدِهِ وَجَدَهُ شَاهِدًا لَهَا بِالِاعْتِبَارِ، مُرَتِّبًا عَلَيْهَا الْأَحْكَامَ۔ [15]

ترجمہ: پس شارع دین نے قرائن، امارات اور دلالت احوال کو بالکل لغو قرار نہیں دیا ہے، بلکہ شریعت کو اس کے بنیادی مآخذ و مصادر کی روشنی میں مطالعہ کرے گا، وہ محسوس کرے گا کہ شریعت نے قرائن کا اعتبار کیا ہے اور کئی احکامات کی بنیاد ان پر رکھی ہے۔

مشہور حنفی عالم اور قاضی علامہ طرابلسیؒ لکھتے ہیں: قَالَ بَعْضُ الْعُلَمَاءِ: عَلَى النَّاظِرِ أَنْ يَلْحَظَ الْأَمَارَاتِ وَالْعَلَامَاتِ إذَا تَعَارَضَتْ، فَمَا تَرَجَّحَ مِنْهَا قَضَى بِجَانِبِ التَّرْجِيحِ، وَهُوَ قُوَّةُ التُّهْمَةِ، وَلَا خِلَافَ فِي الْحُكْمِ بِهَا، وَقَدْ جَاءَ الْعَمَلُ بِهَا فِي مَسَائِلَ اتَّفَقَ عَلَيْهَا الطَّوَائِفُ الْأَرْبَعُ مِنْ الْفُقَهَاءِ.

ترجمہ: بعض علماء فرماتے ہیں کہ جب امارات و علامتیں باہم متعارض ہوں تو فیصلہ کرنے والے کو چاہئے کہ وہ قرائن کا اچھی طرح ملاحظہ کرے اور ان میں سے جو راجح ہو، اس کو ترجیح دے کر اس کے مطابق فیصلہ کرے اور وہ قوتِ تہمت ہے۔ اس کے مطابق فیصلہ کرنے میں اختلاف نہیں ہے اور مذاہب اربعہ میں اس پر عمل کرنے میں اتفاق ہے۔

اس کے بعد علامہ موصوف نے چوبیس (25) ایسے مسائل کا تذکرہ کیا ہے جن میں فقہاء کرام نے قرینہ کی بنیاد پر فیصلہ کو جائز قرار دیا ہے۔[16] مجلۃ الاحکام العدلیۃ میں بھی قرینہ قاطعہ کو اثبات دعویٰ کے طرق و ذرائع میں شامل کیا گیا ہے، چنانچہ مجلہ کے مادہ نمبر: 1740 میں ہے: القرینۃ القاطعۃ : احد اسباب الحکم ایضاً۔ [17] ترجمہ: اثباتِ حکم (دعویٰ) کے اسباب میں سے ایک سبب قرینہ قاطعہ بھی ہے۔

مجلہ مجمع الفقہ الاسلامی میں ہے: الرای الراجح : بعد استعراض ادلۃ القائلین بحجیۃ القرائن ،وادلۃ المانعین ،یظھر لنا بکل جلاء و وضوح بان الرای القائل بحجیۃ القرائن ،والعمل بھا ،وانھا من طرق الاثبات ھو الرای الراجح الذی تطمئن الیہ النفس ، ویرتاح لہ الضمیر ، ویشعر الانسان معہ بالاطمئنان حیث یستطیع بھا اقامۃ العدل بین الناس وایصال الحقوق الی اصحابھا ۔[18]

ترجمہ: راجح قول: مجوزین و ممانعین کے دلائل کو پرکھنے کے بعد یہ واضح ہوا کہ حجیت قرائن کے قائلین اور اس کو طرق اثبات میں سے شمار کرنے والوں کی رائے راجح ہے۔ اس سے نفس مطمئن ہوتا ہے، ضمیر کو راحت ملتی ہے اور انسان سکھ کا سانس لیتا ہے کیونکہ اس رائے کے بدولت عدل و انصاف کا بول بالا کرنے اور حق صاحبِ حق تک پہنچانا ممکن ہوتا ہے۔

علامہ ابن القیمؒ قرینہ کے حجت نہ ہونے والوں کی تردید کرتے ہوئے لکھا ہے: ومن اھدر الامارات ،والعلامات فی الشرع بالکلیۃ ، فقد عطل کثیراً من الاحکام ، ووضع کثیراً من الحقوق ۔ [19] ترجمہ: جس نے امارات و علامات کو کلیتاً نظر انداز کیا، تحقیق اس نے کئی شرعی احکام کو معطل اور بہت سے حقوق کو ضائع کیا۔

الغرض کسی دعویٰ کو ثابت کرنے کے لیے بنیادی ذرائع تین ہیں:

1- مدعی کی طرف سے مطلوبہ شہادت کی پیش کش۔

2- ثبوت نہ ہونے کی صورت میں مدعیٰ علیہ کا قسم یمین کھانا۔

3- اور مدعاعلیہ کا قسم کھانے سے انکار جس کو" نکول عن الحلف" کہا جاتا ہے۔ کیونکہ اقرار مجازاً بینہ میں داخل ہے، قسامہ در حقیقت یمین میں داخل ہے، علم قاضی مرجوح ہے، قرینہ قاطعہ کو صرف علامہ ابن الغرسؒ نے ذکر کیا ہے[20]، لیکن مجلہ کے مدونین نے" قرینہ قاطعہ" کو بھی" حجج معتبرہ"[21] کے ضمن میں بیان کیا ہے اور متاخرین احناف نے اسی کو اختیار کیا ہے۔[22]

خلاصہ بحث:

خلاصہ کلام یہ ہے کہ وہ ذرائع جن سے فقہ حنفی میں کسی چیز کو ثابت کیا جاسکتا ہے، سات ہیں :

1-اقرار۔

2-شہادت گواہی

3-یمین/حلف قسم

4-نکول عن الیمین قسم کھانے سے انکار کرنا

5-قسامہ۔

6-علم قاضی۔

7- قرینہ قاطعہ

ان میں سے کچھ متفق فیہ، کچھ مختلف فیہ اور کچھ مرجوح ہیں۔ (23)

حواشی وحوالہ جات

1. ابراہیم مصطفیٰ وآخرون. المعجم الوسیط،مصر: مکتبہ شاملہ سی ڈی ،سن ندارد،ج ١،ص ٩٧، مادہ : بان.

2. الفوزان، صالح بن فوزان. الملخص الفقهی ،ریاض سعودیہ : دار العاصمة ، 1423ھ ،باب فی بیان الدعاوی والبینات .ج ٢،ص، 642

3. الطرابلسی، علاؤ الدین، ابوالحسن علی بن خلیل معین الحکام فیما یتردد بین الخصمین من الاحکام، پشاور: مکتبہ رشیدیہ اکوڑہ خٹک، 1393ھ / 1673۔ الفصل الاول فی التعریف بحقیقتها ،وموضوعها شرعاً. ص : ٨٦

4. القرآن، الحدید،57: 25.

5. القرآن، الانعام ،٦: 57.

6. القرآن، الفاطر،35: 40.

7. الجوزی، ابو عبداللہ محمد بن ابوبکر ابن قیم، الطرق الحکمیۃ فی السیاسیۃ الشرعیۃ .بیروت: المکتبۃ التجاریۃ ،1416 ھ / 1996 ۔ص:16، 17 : 37 ، الجوزی ، شمس الدین ابو عبداللہ محمدبن ابی بکر بن قیم،اعلام الموقعین عن رب العالمین بیروت: دار الجیل، سن ندرد ،ج۱،ص 90، 91۔

8. الحصری، الدکتور احمد،علم القضاء :بیروت: درالکتاب العربی ، 1406ھ / 1986ء ،ج ۱،ص :11، 12

9. ابن الغرس، ابوالیسر محمد بن الغرس ، الحنفی، الفواکہ البدریۃ،کوئٹہ: مکتبہ الامام ابی حنیفۃ ، سن ندارد۔.ص : 79، ابن نجیم ، زین الدین بن ابراہیم بن نجیم،الاشباہ والنظائر.،کراچی: قدیمی کتب خانہ ،،سن ندارد۔ص : 240۔

10. الجارم، محمد صالح بن عبدالفتاح، الحنفی، الرشیدی، الحسنی، المجانی الزھریۃ علی الفواکہ البدریۃ ،کوئٹہ: مکتبہ الامام ص: 79۔

11. ابن نجیم ، زین الدین بن ابراہیم بن نجیم،الاشباہ والنظائر.،کراچی: قدیمی کتب خانہ ،،سن ندارد۔ص : 240۔

12. الشامی، محمد امین ابن عابدین، رد المحتار. کوئٹہ: مکتبہ رشیدیہ سرکی روڈ، سن ندارد. کتاب القضاء ، مطلب: فی قضاء القاضی بعلمہ،ج۸، ص: 157 ،الطوری، محمد بن حسین بن علی، تکملہ البحرالرائق ، بیروت : دار الکتب العلمیۃ، طبع 1418ھ / 1997ء.ج۷،ص 350۔

13. ابن الغرس، ابوالیسر محمد بن الغرس ، الحنفی، الفواکہ البدریۃ،کوئٹہ: مکتبہ الامام ابی حنیفۃ ، سن ندارد۔.ص : 79۔

14. الشامی، محمد امین بن عابدین، منحۃ الخالق حاشیۃ البحرالرائق ۔ بیروت: دار الکتب العلمیۃ، 1418ھ / 1997ء،ج7 ، ص : 350۔

15. الجوزی، محمد بن ابوبکر ابن قیم، الطرق الحکمیۃ فی السیاسیۃ الشرعیۃ .بیروت: المکتبۃ التجاریۃ ،1416 ھ / 1996 ۔ص17 ۔

16. الطرابلسی ، علاؤ الدین ، ابوالحسن علی بن خلیل معین الحکام فیما یتردد بین الخصمین من الاحکام ،پشاور: مکتبہ رشیدیہ اکوڑہ خٹک، 1393ھ / 1673ء.. ص : 166۔

17. لجنۃ العلماء مجلۃ الاحکام العدلیۃ، پشاور: مکتبہ رشیدیہ اکوڑہ خٹک ، سن ندارد، الفصل الثانی فی بیان القرینۃ القاطعۃ .ص : ۳۵۳۔

18. مجلۃ مجمع الفقہ الاسلامی ، مصر:مکتبہ شاملہ سی ڈی ،ج12،ص 1186

19. الجوزی، محمد بن ابوبکر ابن قیم، الطرق الحکمیۃ فی السیاسیۃ الشرعیۃ .بیروت: المکتبۃ التجاریۃ ،1416 ھ / 1996۔ص:17۔

20. الفواکہ البدریۃ، ص : 79 ۔

21. لجنۃ العلماء. مجلۃ الاحکام العدلیۃ، پشاور : مکتبہ رشیدیہ اکوڑہ خٹک ، سن ندارد، الفصل الثانی فی بیان القرینۃ القاطعۃ .ص : ۳۵۳

22. مجلة مجمع الفقہ الاسلامی، مصر:مکتبہ شاملہ سی ڈی ،ج12،ص 1186،الزحیلی ، الدکتور ،وہبہ، الفقہ الاسلامی وادلتہ ، دمشق: دار الفکر، ندارد،، المبحث الرابع : القضاء بالقرائن.ج ۶،ص 644، 645۔

23. الافغانی ، شمس الحق ، معین القضاۃ والمتیین ، اکوڑہ خٹک : مکتبہ رشیدیہ ، الباب الثالث فی الشھادۃ ، الفصل الاول ، ص: 27۔